

لباسِ خضر میں یاں سینکڑوں راہزن بھی پھرتے ہیں  
اگر زندوں میں رہنا ہے ذرا پہچان سے ہو کر

# دیکھ کر حلے

تبلیغی جماعت کے ایک وفد کی کارگزاری

مصنف  
غلام احمد خلیل  
ایم اے ایل ایل بی

ناشر  
ادارہ تحقیق اسلامی

تبلیغی جماعت کے ایک وفد کی کارگزاری

# دیکھ کر چلے

از قلم

غلام احمد خلیل

(ایم اے، ایل ایل بی)

ادارہ تحقیق اسلامی

مکان نمبر 1، گلی نمبر 15 جناح پارک گلبرگ III لاہور

0300-4167548



# انتساب

حق کے متلاشیوں کے نام-----

نام: دیکھ کر چنے

تصنیف: غلام احمد خلیل (ایم اے، ایل ایل بی)

پروف ریڈنگ: محمد شاہد قادری 0333-4517583

سن اشاعت: بار اول: 1996 عیسوی، 1417ھ

بار دوم: 2008 عیسوی، 1429ھ

بار سوم: 2011 عیسوی، 1432ھ

20 روپے

ادارہ تحقیق اسلامی لاہور

ملنے کا پتہ

مکان نمبر 1، گلی نمبر 15 جناح پارک گلبرگ II لاہور

0300-4167548



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دس بارہ طلباء کالج کی کسی تقریب سے فارغ ہو کر اکٹھے واپس آرہے تھے۔ مسلکی حمیت سے مالا مال، وہ عشق مصطفیٰ ﷺ کے نئے نئے راہ رو، جذبہ دلگن کے کیف و سرور سے آراستہ و پیراستہ، عظمت صحابہ علیہم الرضوان کی نگہبانی کا دم بھرنے والے، محبت اہل بیت کے علم بردار اور شان اولیاء کے محافظ، یہ طلباء دن بھر کی تنظیمی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے، متانت سے چلتے اور جوانی میں پیری کا اظہار کرتے اپنے اپنے گھروں کو رواں دواں تھے۔ تمام نوجوانوں کے گھرانے مذہبی روایات کے امین تھے۔

ہر کسی کا پس منظر درود و سلام کی محفلوں کے انوار سے منور تھا۔ ہر کسی کے جلو میں نسبت و تعلق کا گلشن بہار افزا تھا۔ سب کی زبانیں ذکر رسول ﷺ کے معطر نغموں سے آشنا تھیں۔ سب کے سب ”غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے“ کے جذبے سے سرشار تھے۔ ”ہم عظمت رسول ﷺ کے پاسباں ہیں پاسباں“ کے نعرے لگانے والے یہ باہمت لوگ اپنی سادہ سی زندگی میں ایمان و ایقان کے ولولوں سے بہرہ مند ذہن و فکر کی اڑانوں کو دین و مذہب کا پابند بنائے

ہا رہے تھے۔ ان کے سادہ سے ذہن ابھی دلائل و براہین سے بالکل نا آشنا تھے۔ انہوں نے عشق رسول ﷺ کے نعمات کے سوا کچھ سنا ہی نہ تھا۔

وہ ابھی تک بحث و مناظرہ سے نا بلد تھے اور قال اللہ و قال الرسول ﷺ میں تحقیق و تطبیق ابھی ان کے احاطہ علم سے باہر تھی۔ ابھی ان کی سماعتوں کو صرف یا رسول اللہ ﷺ کی روح پرور صداؤں نے ہی مزین کیا تھا۔ وہ صرف اور صرف نبی ﷺ کے نام لیوا تھے۔ وہ اپنے آقا ﷺ کے نام پر جان واد بھی سکتے تھے اور جان لے بھی سکتے تھے۔ لیکن یا نبی ﷺ یا نبی ﷺ کے نعروں پر دیوانہ وار چلنے والے یہ لوگ ابھی اپنے بیگانے سے بے خبر تھے۔ عشق و مستی کے جذبوں میں مست، اللہ و رسول ﷺ کا نام لینے والے ہر شخص کو اپنا سمجھنا ان کا شیوہ تھا۔ میں بھی اتفاق سے اسی راستے سے گزر رہا تھا۔ حب نبی ﷺ کے گلشن کے یہ نونہال بالکل میری آنکھوں کے سامنے تھے۔ دل ان کے قدموں پہ نثار ہوا جا رہا تھا۔ آنکھیں ان کی گرد و راہ چوم رہی تھیں اور لبوں پر ان کی عظمتوں کے خاموش ترانے بج رہے تھے کہ یہی تو مستقبل میں ملک کی کشی کے کھیلوں ہا رہیں اور انہی سے میرا گلشن عشق لہلہا رہا ہے۔ انہیں



سے توقعات کا چمنستان مہک رہا ہے۔ انہی کے دم سے جہانِ جلال و جمال تابندہ ہے۔ اور انہی کے لئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا....

اُس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی  
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد  
میری عقیدت بھری نظریں اس قافلے پر مسلسل جمی ہوئی تھیں  
اور ساتھ اپنا راستہ بھی طے کر رہا تھا۔ جو نہی قافلہ چوک میں پہنچا، دوسری  
گلی سے تبلیغی جماعت کا ایک وفد نمودار ہوا۔ اونچی شلواریں،  
سرمنڈائے، ٹوپیاں سجائے، تسبیح اٹھائے اور حلقہ بنائے تبلیغی جماعت  
نے نوجوانوں کو گھیر لیا تھا۔ میرے ذہن میں فوراً قرآن پاک کی یہ آیت  
آگئی جس میں شیطان نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا غُورَ لَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ  
الْمُخْلِصِينَ ۝ (پ 23 ص 83 آیت 82، 83)

”اُس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب کو بہکاتا  
رہوں گا سو ان کے جو ان میں تیرے خالص بندے ہیں“  
میں تیز تیز قدم اٹھاتا اُن کے پاس پہنچ گیا۔ تبلیغی جماعت

والے نوجوانوں کو دعوت دے رہے تھے کہ فلاں مسجد میں مغرب کے بعد  
”اجتماع“ ہو رہا ہے اس میں اللہ کے دین کی باتیں ہوں گی آپ اس  
میں ضرور آئیں۔ تبلیغی جماعت کے ایک فرد نے جو فارز معلوم ہوتا تھا،  
انگلش میں دعوتی کلمات ادا کئے۔ لمبا چوٹا پہنے ایک شخص نے عربی میں  
انہیں شرکت کی دعوت دی اور بعد نماز مغرب مسجد میں آنے کی تاکید کی۔  
تمام نوجوان جو تبلیغی جماعت کے ظاہری خلیے سے پہلے ہی متاثر نظر  
آ رہے تھے، انگلش اور عربی میں گفتگوں کر دی لگاؤ کا مظاہرہ کرنے لگے  
اور سب نے بیک زبان مذکورہ مسجد میں پہنچنے کا وعدہ کر لیا اور پھر اسی  
طرح اٹھیلیاں کرتے گھروں کو روانہ ہو گئے لیکن میرے ذہن و فکر میں  
احساسات کے ہتھوڑے چل رہے تھے کہ یہ معصوم سے لوگ جو ماؤں کی  
گود سے ہی درودوں کی لوریاں سنتے آ رہے ہیں، کیا سمجھیں کہ آج  
انہیں کس طرح فکر و نظر کی سچائیوں سے دور کرنے کی کوشش کی جائے  
گی۔ آج اُن سے عقیدت و محبت کا قیمتی سرمایہ چھیننے کے لئے  
دامِ ہم رنگ زمین بچھایا جائیگا۔ آج ان کا ناطہ جذب و مستی کی بہاروں  
سے توڑ کر خزاں رسیدہ وادیوں سے جوڑنے کی کوشش کی جائے گی۔ میں  
سڑک کے کنارے کھڑا سوچ کے گہرے غاروں میں غرق تھا کہ.....



5

خداوند! یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں  
 کہ درویشی بھی عیاری ہے اور سلطانی بھی عیاری  
 نوجوان تو صرف جذبات کے پیکر تھے۔ تبلیغ دین کے  
 دعویداروں کے دعویٰ کی سچائی پر کھنے کا انہیں تصور تک نہ تھا۔ انہیں نہیں  
 معلوم تھا کہ رہبروں کے بھیس میں رہن بھی پھر رہے ہوتے ہیں۔  
 تبلیغ دین کی آڑ میں کوئی ”بدعتی“ بھی پھیلا سکتا ہے۔ یہ اوپر سے  
 اخلاق و مروت کے مجسمے دراصل ہمیں مُشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں۔ اللہ  
 کے دین کی باتوں کا جھانسا دے کر یہ صرف مسلمانوں سے ان کا ایمانی  
 ورثہ چھینتے ہیں۔ میں نے سوچ و بچار کے ان جھکڑوں میں کھڑے ہو کر  
 مصمم ارادہ کر لیا کہ بعد نماز مغرب مذکورہ مسجد میں ضرور جاؤں گا اور تبلیغی  
 جماعت کے چہرے پہ سجا منافقت کا نقاب تار تار کر دوں گا تاکہ ان  
 بھولے نوجوانوں پر حقیقت آشکار ہو جائے اور وہ حق و باطل کے درمیان  
 امتیازی لکیر کو صحیح طور پر دیکھ سکیں۔ نماز مغرب میں تقریباً آدھ گھنٹہ باقی  
 تھا۔ میں نے اپنے دیگر کام پٹائے اور قریبی اہل سنت کی مسجد میں  
 نماز مغرب ادا کر کے مذکورہ مسجد میں پہنچ گیا۔ تمام نوجوان تبلیغی جماعت  
 میں گھل مل کر حلقہ بنائے بیٹھے تھے اور ایک شخص تبلیغی نصاب لیے پڑھ رہا

6

تھا۔ نوجوان اس کی باتیں بہت انہماک سے سن رہے تھے۔ اس کے بعد  
 جماعت کے امیر نے تبلیغ دین کی اہمیت، اتحاد بین المسلمین اور عبادات  
 و مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی۔ ان کا تیر نشانے پر لگا تھا۔ نوجوان آج  
 ایک نئی فرحت محسوس کر رہے تھے اور ان کا ذہن جیسے تبلیغیوں کی ہر بات  
 من و عن قبول کر رہا تھا۔ امیر کے چہرے پر مسرت کے آثار نظر آرہے  
 تھے۔

آخر اس نے اپنا مدعا بیان کر دیا اور کہا کہ آپ میں سے کون  
 ہے جو تبلیغ دین اور عالمگیر غلبہ اسلام کے لیے ”تبلیغی چلہ“ کے لئے  
 اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ پہلے تو تبلیغی جماعت کے افراد نے اپنے نام  
 لکھائے۔ کسی نے چھ ماہ، چار ماہ، دو ماہ اور کسی نے چالیس دن کے چلے  
 کا وعدہ کیا۔ ایک شخص باقاعدہ ان کے نام لکھ رہا تھا۔ ان کے بعد متعلقہ  
 مسجد کے ایک دو نمازیوں نے نام لکھوائے۔ اب ان کا روئے سخن  
 نوجوانوں کی طرف تھا جو بظاہر ان سے متاثر نظر آرہے تھے لیکن چلہ  
 کے لئے کوئی بھی نام نہیں لکھا رہا تھا۔ امیر فوراً معاملہ بھانپ گیا اور یوں  
 گویا ہوا ”ہم جانتے ہیں کہ آپ طلبہ کے لئے زیادہ وقت گھر سے نکلتا  
 بہت مشکل ہے۔ ہم چونکہ کچھ دن یہیں ہیں اس لئے آپ تین دن یا



ایک دن کے لئے ضرور ہمارے ہم قدم ہوں۔“ نوجوانوں کے چہروں پر رونق آگئی کہ جیسے وہ اسی انتظار میں تھے۔ فوراً سب نے تین تین دن کے لئے نام لکھا دیے۔ اب تبلیغی جماعت کے چہرے کھل اٹھے۔ انہوں نے ایک بہت بڑی مہم سر کر لی تھی۔ نوجوانوں کی ایک پوری ٹیم ان کے ہمراہ تبلیغی دورے پر جانے کے لئے تیار تھی۔

میں اس سارے منظر میں ابھی تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ میں جانتا تھا کہ آخر مجھے بھی ”چلہ“ کے لئے مجبور کیا جائے گا۔ چنانچہ میری توقع کے عین مطابق امیر نے مجھے مخاطب کیا، ”نوجوان! آپ کیوں خاموش بیٹھے ہیں آپ بھی چلہ کے لئے نام لکھائیے۔“

تمام افراد نے میری طرف گھوم کر دیکھا۔ نئے آنے والے نوجوان مجھے اچھی طرح جانتے تھے اور میری دینی سرگرمیوں سے خوب واقف تھے لیکن انہیں اس بات کا احساس نہیں تھا کہ وہ اس وقت کہاں بیٹھے ہیں اور کن لوگوں کے زمرے میں ہیں۔ میں نے ایک اچھٹی سی نظر میں سب کو دیکھا اور یوں گویا ہوا ”جناب میں بھی تبلیغی چلہ کا شوق رکھتا ہوں لیکن میرا چلہ دنوں یا مہینوں کا نہیں پوری عمر کا ہوگا شرط صرف یہ ہے کہ میرے تین سوالات ہیں، میں ان کا جواب چاہتا ہوں۔ اگر

آپ نے ان کا جواب دے کر اپنا دامن صاف کر لیا تو میں پوری زندگی بستر اٹھائے آپ کے ساتھ پھرتا رہوں گا۔“ میری گفتگو سن کر امیر سمیت تمام افراد خوش ہوئے اور واہ واہ کی صدائیں گونجنے لگیں۔ امیر نے مجھے حوصلہ دیا اور آگے بلا لیا۔ بڑی شفقت اور محبت سے مجھے اپنی بات کرنے کو کہا گیا۔ وہ ابھی میرے اندر چھپے ہوئے جذبات سے واقف نہیں تھے اور مجھے بھی عام نوجوانوں کی طرح ترنوالہ سمجھ رہے تھے۔ میں نے کھڑے ہو کر حمد و صلوة کے بعد اپنا بیان شروع کیا جو انہی کی گفتگو کے جواب میں تھا۔

☆ ”میرا پہلا اعتراض یہ ہے کہ آپ نے اتحاد بین المسلمین کا بڑا درس دیا ہے اور اپنے آپ کو تمام مسالک کا نمائندہ کہا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ ”ہم کسی کو برا نہیں سمجھتے ہم میں سنی، وہابی اور دیوبندی سب شامل ہو سکتے ہیں۔“

میرے نزدیک آپ کا یہ دعویٰ جھوٹ پر مبنی ہے۔ آپ صرف اور صرف دیوبندی ہیں اور دیوبندیت پھیلانے کے لیے ڈھونگ رچائے پھر رہے ہیں۔ اگر آپ سب مذاہب کو صحیح مانتے ہیں تو آپ کے پاس مولوی زکریا دیوبندی کے مرتب کردہ تبلیغی نصاب کے علاوہ بھی مختلف



مذہب کے علماء کی کتابیں ہونی چاہئیں تاکہ سب کی نمائندگی ہو جائے لیکن آپ کے پاس صرف اور صرف مولوی زکریا دیوبندی کا مرتب کردہ تبلیغی نصاب ہے۔ اس کے علاوہ آپ کچھ نہیں پڑھتے، صرف اسے مستند سمجھتے ہیں۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ باقی مسالک کو غلط سمجھتے ہیں اس لیے صرف دیوبندی مولوی کی کتاب کو تبلیغی نصاب کا درجہ دیا ہوا ہے۔

☆ میرا دوسرا اعتراض ہے کہ آپ نے تبلیغی جماعت کا تعارف کراتے ہوئے کہا ہے کہ ”اس جماعت کے بانی نبی اکرم ﷺ ہیں اور ہم انہی کی سنت ادا کرتے ہوئے تبلیغی دورے کر رہے ہیں“ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ ”ہم عالم گیر غلبہ اسلام کے لئے سرگرم عمل ہیں“ لیکن آپ کے تمام دعوے جھوٹے ہیں۔ تاریخی حقائق گواہ ہیں کہ آپ کے بانی مولوی الیاس دیوبندی ہیں اور یہ جماعت صرف دیوبندیت اور وہابیت عام کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ یہ بات ثابت کرنے کے لئے میرا دامن تحقیق آپ کی کتب کے حوالوں سے بھرا پڑا ہے۔ میرے پاس ایسا آئینہ ہے جس میں آپ کو اپنا بھیا نک چہرہ صاف صاف نظر آئے گا۔ آپ کے ایک لیڈر مولوی منظور نعمانی اپنی کتاب

”ملفوظات مولانا الیاس“ میں تبلیغی جماعت کا بانی مولوی الیاس کو قرار دیتے ہوئے یوں لکھتے ہیں.....

”ایک بار فرمایا، حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے“۔ (ملفوظات مولانا الیاس صفحہ 57)

کسی بھی تبلیغی کام کے دو ہی حصے ہوتے ہیں ایک تعلیم جو مقصد تبلیغ ہے اور دوسرا طریقہ تبلیغ۔ اگر یہ دونوں حصے اسلامی تعلیمات کے عکاس ہیں تو بلاشبہ آپ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں لیکن آپ کے بانی تو مولوی الیاس ہیں جو اپنے ”طریقہ تبلیغ“ سے مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات پھیلانا چاہتے ہیں۔ بایں وجہ آپ بھی انہی تعلیمات کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لئے نکلے ہیں نہ کہ اسلام پھیلانے کے لیے۔

ویسے بھی یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان جب کسی جماعت میں شامل ہوتا ہے تو اس کے بانی کے نظریات سے قطع نظر نہیں کر سکتا۔ پیپلز پارٹی میں شامل ہونے کے لیے اس کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کے نظریات کا پابند رہنا پڑے گا۔ مسلم لیگ میں شامل ہونے کے لیے اس کے تاریخی پس منظر اور قائد اعظم محمد علی جناح کو ماننا پڑے گا اور



جماعت اسلامی کے متفقین کو فکرِ مودودی زندہ باد کے نعرے لگانے پڑیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس آپ بھی اپنے بانی مولانا الیاس اور ان کے ممدوح خاص مولانا اشرف علی تھانوی کے نظریات و عقائد کے کلیۃً پابند ہیں اور انہی کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے ہمیں بدل کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے پھر رہے ہیں۔

☆ آپ کی جماعت کا طریقہ تبلیغ بھی آپ کے دعویٰ کے مطابق سنتِ نبوی ﷺ کا آئینہ دار نہیں بلکہ ملفوظاتِ مولانا الیاس ملاحظہ کیجئے۔ ”آپ (مولانا الیاس) نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔“ (ملفوظاتِ مولانا الیاس صفحہ 51)

آپ کے طریقہ تبلیغ کا خواب میں منکشف ہونے کا صاف مطلب ہے کہ یہ طریقہ تبلیغ انبیاء کرام علیہ السلام کی سنتِ مقدسہ نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل نہیں۔ اہل بیت اطہار کا شیوہ نہیں اور بزرگانِ دین کا وطیرہ و عادت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ طریقہ تبلیغ نقلی طور پر ہم تک پہنچنا چاہیے تھا لیکن تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس خود اعلان کر رہے ہیں ”اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پہ خواب میں منکشف ہوا ہے“

12  
الجبھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں  
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا  
آپ کا طریقہ تبلیغ شروع سے آخر تک ایک منافقانہ عمل ہے۔  
آپ کسی کو یہ پتہ نہیں چلنے دیتے کہ آپ کے بنیادی عقائد کیا ہیں اور نہ ابتدا میں اختلافی امور پر آپ گفتگو کرتے ہیں بلکہ اہل سنت کی طرح درود و سلام پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور اگر نعرۂ رسالت لگانا پڑے تو لگا دیتے ہیں تا کہ سادہ لوح سنی آپ کو غیر محسوس نہ کریں لیکن دل سے آپ اور آپ کے اکابر اس درود و سلام اور نعرۂ رسالت کو ”شرکیہ کام“ سمجھتے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی بہشتی زیور حصہ اول صفحہ 37 میں لکھتے ہیں۔

”کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی، کسی سے مرادیں مانگنا کفر و شرک کی باتیں ہیں“

آپ کے طریقہ تبلیغ کو واضح انداز میں مولانا محمد یوسف سابق امیر تبلیغی جماعت نے اپنے ایک خط میں واضح کر دیا ہے۔ ”ہمارا تبلیغی کام صرف عملِ صالح کے لیے نہیں بلکہ اول یہ ایمانی تحریک ہے بعد میں اعمالِ صالحہ کی تحریک۔ اب تک بیس پچیس سال کے تجربہ سے یہی معلوم



ہوا ہے کہ شریک رسماً اور گناہوں کے چھیڑنے سے لوگ رسماً اور گناہوں کو چھوڑتے نہیں ہیں لیکن ان کو ساتھ لے کر جماعتوں میں پھرایا جائے اور ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا صحیح مطلب اور مطالبہ سامنے آتا رہے تو رسماً اور گناہوں کو خود بخود چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کو کیسے جھٹلائیں یہ ہمارا تجربہ ہے۔“ (بحوالہ تبلیغی جماعت صفحہ 133)

مولانا الیاس مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات پھیلانے کے لیے کس قدر بے چین تھے اس کا اندازہ آپ ان حوالوں سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔ ملفوظات کے مرتب لکھتے ہیں۔ مولانا الیاس نے فرمایا کہ ”حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے، حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔“ (ملفوظات مولانا الیاس صفحہ 67)

اس عبارت کے ایک ایک حرف سے واضح ہو رہا ہے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد و محور اللہ و رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی نہیں بلکہ تھانوی صاحب کی روح کو راضی کرنا مقصود ہے اور ان کو راضی کرنے یعنی ان کی

تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کا سہرا بلاشبہ تبلیغی جماعت کے سر ہے۔

مولانا الیاس کا ایک مراسلہ ملاحظہ کیجئے جو سوات کی تبلیغی جماعت کو لکھا گیا۔

”حضرت تھانوی سے منفع ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منفع ہوا جائے۔ ان کی کتابوں سے علم آئے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل۔“ (مکاتیب الیاس صفحہ 138)

میری اب تک کی گفتگو سے نو جوانوں کے چہروں سے حیرانی کے آثار ٹپک رہے تھے۔ وہ ایک طرف تبلیغی جماعت کی حقیقت سے آگاہی حاصل کر رہے تھے دوسری طرف مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کی تعلیمات کا بار بار ذکر انہیں ششدر کیے ہوئے تھا۔ انہوں نے اپنی نصابی کتب میں مولانا اشرف علی تھانوی کا نام ضرور پڑھ رکھا تھا لیکن ان کی تعلیمات سے آگاہ نہیں تھے۔ ان کی کھلی کھلی آنکھیں مجھ سے اسی راز سے پردہ اٹھانے کا تقاضا کر رہی تھیں۔ میں نے ان کے تحیر کو سمجھتے ہوئے تعلیمات کے نمونے پیش کیے اور کہا....



لیجئے جناب مولانا اشرف علی تھانوی کی جن تعلیمات کو پھیلانے کی بے تابانہ خواہش کو ابھی آپ نے تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس کے ملفوظات کے حوالہ جات میں ملاحظہ کیا وہ یہ ہیں۔

☆ حضور نبی اکرم ﷺ کے علم غیب پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا اشرف علی تھانوی حفظ الایمان کے صفحہ 8 پر لکھتے ہیں۔

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے حاصل ہے۔“

اردو سمجھنے والا ہر ذی فہم اس زہرناک عبارت سے یہی نتیجہ نکالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ کے علم پاک کو زید و عمرو جیسے عامی لوگوں، ہر بچے، پاگل بلکہ تمام جانوروں کے علم جیسا قرار دیا گیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی ہو سکتی ہے؟

☆ سید المرسلین ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منانے پر اشرف علی تھانوی کا عقیدہ ملاحظہ کریں۔

”تھانوی سے ایک شخص نے سوال کیا، حضور انور ﷺ کی ولادت پاک کی خوشی میں لونڈی آزاد کرنے پر جب ابولہب جیسے نامزد کافر کو آخرت میں صلہ ملا تو مسلمان اگر سرکارِ نام دار کی ولادت پاک کی خوشی منائیں تو انہیں کوئی اجر و ثواب ملے گا یا نہیں؟ تھانوی صاحب نے جواب دیا ہماری یہ خوشی جائز ہوتی اگر دلائل شرعیہ منکرات کو منع نہ کرتے اور ظاہر ہے کہ مباح و غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح ہوتا ہے“ (یعنی خوشی منانا جائز نہیں)“ (کمالات اشرفیہ صفحہ 444)

☆ مردوں کے نام ایک پیغام میں مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

”عقیقہ و ختنہ و بسمہ اللہ کے مکتب میں جمع ہونا یہ سب ترک کر دو۔ نہ اپنے گھر کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو۔ غمی میں تیجا، دسواں، چالیسواں وغیرہ شبِ برأت کا حلوہ یا محرم کا تہوار خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جا کر ان کاموں میں شریک ہو“ (قصد اسبیل صفحہ 25)

☆ عورتوں کے نام موصوف کا ہدایت نامہ یہ ہے۔  
فاتحہ و نیاز ولیوں کی مت کرو، بزرگوں کی منت مت مانو، شبِ برأت کا حلوہ، محرم، عرفہ، تبرک کی روٹی کچھ مت کرو۔ کہیں بیاہ



شادی موئذن، چلہ، چھٹی، عقیقہ، منگنی، چوتھی وغیرہ میں مت جاؤ نہ اپنے  
یہاں کسی کو بلاؤ، بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو  
اور اس پر چلا کرو۔ (قصہ اسبیل صفحہ 26)

☆ جس بہشتی زیور پر چلنے کا مولانا صاحب کہہ رہے ہیں اس میں  
ان کاموں کی فہرست بیان کرتے ہیں جن کے کرنے سے ان کے  
نزدیک مسلمان کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔

”کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی، کسی سے  
مرادیں مانگنا، کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا، سہرا  
باندھنا، علی بخش، حسین بخش، عبدالنسی وغیرہ نام رکھنا، یوں کہنا کہ خدا اور  
رسول اگر چاہیں تو فلاں کام ہو جائے گا۔

(بہشتی زیور حصہ اول صفحہ 37 باب کفر و شرک کی باتوں کا بیان)

☆ مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کا ایک یہ بھی پہلو ہے کہ وہ  
وہابیت پھیلانے کی تڑپ کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

”اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہوں تو سب کی تنخواہ کر دوں  
پھر خود ہی ”وہابی“ بن جائیں“ (الافاضات ایومیہ ج 3 صفحہ 67)

☆ تبلیغی جماعت جن کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے دن رات  
بستر اٹھائے گلیوں بازاروں میں پھر رہی ہے اُن کا وہابی ہونے کا اقرار  
ملاحظہ کریں۔

اشرف السوانح کے مصنف لکھتے ہیں کہ جن دنوں تھانوی  
صاحب کانپور مدرسہ جامعۃ العلوم میں مدرس تھے ان دنوں کا واقعہ ہے  
کہ محلے کی کچھ عورتیں فاتحہ کرانے کے لیے مٹھائی لے کر آئیں۔ تھانوی  
صاحب کے طلبہ نے فاتحہ دینے کی بجائے مٹھائی لے کر خود کھالی اس پر  
بڑا ہنگامہ ہوا۔ تھانوی صاحب کو خبر ہوگئی تو وہ آئے اور انہوں نے لوگوں  
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا  
کرو۔ (اشرف السوانح ج 1 صفحہ 45)

واضح رہے کہ یہ وہی حضرت تھانوی ہیں کہ جن کے ایک  
مرید مولانا نے خواب اور بیداری میں حضور ختمی مرتبت جناب حضرت  
محمد ﷺ کے کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ“ کی جگہ حضرت تھانوی  
کا کلمہ ”لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ“ پڑھ کر حضرت کی خدمت  
میں عرض کیا تھا تو آپ نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔



”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس سے تم محبت کرتے ہو (حضرت تھانوی)، وہ بعونہ تعالیٰ تبع سنت ہے۔“

(رسالہ الامداد مطبوعہ تھانہ بھون صفر 1336ھ صفحہ 34)

☆ وہابیت کا اقرار ذرا تبلیغی جماعت کے لیڈروں مولانا منظور نعمانی اور مولانا زکریا کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا الیاس کے مرض الموت میں آپ کی جانشینی کے لیے باتیں کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانی نے مولانا زکریا سے کہا.....

”اس کے ساتھ ہم نے یہ بھی عرض کیا کہ اور اگر ایسا نہ ہوا تو تھوڑے دنوں کے بعد سارا مجمع منتشر ہو جائے گا اور ہم خود اپنے بارہ میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔ ہمارے لیے اس بات میں کوئی خاص کشش نہ ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے، یہ مسجد ہے جس میں حضرت رہا کرتے تھے۔“

(سوانح مولانا یوسف صفحہ 192)

مولانا زکریا دیوبندی نے اس کے جواب میں یوں نعرہ بلند کیا ”اور اگر دیکھو کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی تو مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی

قبر اور حضرت کے حجرہ اور درودیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔“ (سوانح مولانا محمد یوسف 193)

میں یکے بعد دیگرے تبلیغی جماعت کی حقیقت بے نقاب کرنے کے لیے تمام حوالے پڑھتا جا رہا تھا۔ تبلیغی جماعت کے افراد بے چین اور ہمارے سادہ لوح سنی نوجوان انگشت بدنداں تھے۔ وہ حقائق کے آئینے میں تبلیغی جماعت کا اصل چہرہ دیکھ کر حیرت و استعجاب کی وادیوں میں گم تھے کہ میں نے تیسرا سوال داغ دیا۔

☆ آپ کا تبلیغی نصاب مختلف رسالوں کا مجموعہ ہے فضائل ذکر، فضائل نماز اور فضائل رمضان وغیرہ۔ ان رسائل کے ساتھ چند سال پہلے رسالہ ”فضائل درود شریف“ اسی نصاب کے اندر شامل تھا۔ لیکن اب آپ نے اس رسالے کو اپنے نصاب سے خارج کر دیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

میرے تین سوال مکمل ہو چکے تھے اور تبلیغی جماعت میں کھلبلی مچی ہوئی تھی اور کچھ عمر رسیدہ افراد مجھے نظر انداز کر کے جان چھڑانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن تبلیغی وفد کے جوان افراد پُر جوش تھے۔ وہ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا الیاس اور دیوبندیوں سے اپنی برأت کا اظہار



کر رہے تھے۔ آخر کار نو جوانوں کا جذبہ دیکھ کر امیر اور دیگر افراد نے بھی یہی راگ اپنا شروع کر دیا۔

☆ ہمارا ان مولویوں سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ ہمارے بانی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

☆ ہم اللہ کے دین کے لئے گھروں سے نکلے ہیں۔

ایک کافی پڑھے لکھے شخص نے انگش اردو مسچر بنا کر کہا،

”دیکھیں! فضائلِ درود شریف رسالہ اس لیے نکالا گیا کہ (Foreign)

بیرون ممالک میں اعتراض ہوتا تھا۔“ میں نے کہا کہ آپ کا یہ کہنا بھی عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ اگر آپ کی تبلیغ کا یہی معیار ہے کہ جس پر بیرون ممالک کے افراد اعتراض کریں اس کو نکال دیا جائے تو پھر دین کی تبلیغ ہو چکی۔

گر ہمیں مکتب ہمیں ملتا است

کارِ طفلان تمام خواہد شد

کل کلاں کوئی فضائل ذکر یا فضائل نماز پر اعتراض کرے گا تو اسے بھی نکال دو گے؟ اگر آپ کے اس جاہلانہ جواب کو مان لیا جائے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے فضائلِ درود شریف اردو اور پشتو

جیسی مقامی زبانوں میں کیوں نکالا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے ذہنوں میں درود و سلام سے نفرت بھری ہوئی ہے۔ اب تبلیغی جماعت کا پورا وفد چاروں شانے چت ہو چکا تھا۔ آخر کار وہ اپنے مخصوص اور رے رٹائے فقرے دہرانے لگے۔

☆ دیکھیں بھائی ہم بحث کرنے نہیں آئے۔

☆ ہم تو سیکھنے کے لیے نکلے ہیں۔

☆ ہم لڑنا نہیں چاہتے۔

☆ آپ ہمارے ساتھ چل کر دیکھیں۔

اس پوری بحث کے دوران میری نظر مسلسل اپنے سادہ لوح سنی

نو جوانوں پر مرکوز رہی۔ ان کے چہروں پر اضطراب اور شرمندگی عیاں تھی۔ ان کی آنکھوں سے ”بے خبری“ کے دبیز پردے اٹھ چکے تھے۔

اب وہ حقیقت اور سچائی کو پرکھ سکتے تھے۔ ان پر آشکار ہو چکا تھا کہ انہوں نے یہاں آ کر کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ ان میں سے ایک نو جوان اٹھ کر

تبلیغی جماعت سے مخاطب ہوا کہ یا تو ان تینوں اعتراضات کا شافی

جواب دیا جائے اور یا ہمارے نام سہ روزہ کی لسٹ سے کاٹ دیے

جائیں۔ اس نو جوان نے گویا سب کے جذبات کی ترجمانی کی۔ سب



بیک زبان بولنے لگے۔

”ہمارے نام کاٹ دیئے جائیں“ تبلیغی جماعت کے امیر نے کھڑے ہو کر نہایت تحمل سے کہا کہ ”ہمارا ایک مربوط نظام ہے۔ اس کا آپ دور سے مطالعہ نہیں کر سکتے۔ آپ صرف ہمارے ساتھ چل کر ہی ہمیں پرکھ سکتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر دیکھیں“۔ پھر آپ کو کھولے اور کھرے کا پتہ چلے گا۔

میں نے اُس کے اس جملے کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور کہا کہ ہم بحمد اللہ بینائی رکھتے ہیں، فہم و شعور رکھتے ہیں اس لیے آپ کا یہ کہنا کہ چل کر دیکھیں، جہالت اور سادہ لوح لوگوں کو لوٹنے کی ایک چال ہے۔ ہم لوگ چل کر دیکھنے کے نہیں دیکھ کر چلنے کے عادی ہیں۔ اور میری تمام سستی مسلمانوں سے اپیل ہے کہ ”دیکھ کر چلے“ کیونکہ راستے میں تبلیغی جماعت کے روپ میں ایمان کے وہ نقاب پوش ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں جن کے عقائد و نظریات ان کی کتابوں سے مکمل طور پر آشکار ہیں۔ میرا یہ کہنا تھا کہ ہمارے نوجوان جوش و جذبات میں آپے سے باہر ہو گئے۔

نعرۂ تکبیر ..... اللہ اکبر ، نعرۂ رسالت .....

یا رسول اللہ... سیدی مرشدی.... یانہی یانہی ﷺ اور تبلیغی جماعت مردہ باد کے نعرے گونجنے لگے۔ تمام نوجوان میری طرف عقیدت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے اور ایسے مصافحہ کر رہے تھے جیسے میں نے انہیں کسی بہت بڑے خطرے سے بچایا ہو۔ وہ مستانہ وار نعرے لگاتے ہوئے حق کی روشنی لے کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

لیکن میری آنکھوں میں یہ سوچ کر آنسو رواں تھے کہ پتہ نہیں کتنے صحیح العقیدہ مسلمان چل کر دیکھنے کے جال میں پھنس کر ایمان و ایقان، محبت و عقیدت اور ادب و احترام کی دولت لٹا چکے ہیں۔ میں غم و اندوہ کے پہاڑوں تلے دبا بیخودی میں زیر لب کہے جا رہا تھا، دیکھ کر چلے..... دیکھ کر چلے..... دیکھ کر چلے.....



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

”دیکھ کر چلے“ کے مصنف جناب غلام احمد خلیل کے پُر تاثیر قلم  
سے ایک اور شاہکار.....

## ”مدینے کا اسلام“

..... جلد شائع ہو رہا ہے۔

جو سستی نوجوانوں، طالب علموں اور سادہ لوح سنیوں کو  
توحید و شرک کے موضوع پر دلائل و براہین کے اسلحہ سے لیس کر دے گا۔

ادارہ تحقیق اسلامی

جناب کالونی گلبرگ ۱۱ لاہور 4167548-0300



## ضروری گزارش!

ادارہ تحقیق اسلامی ایک پر وقار اشاعتی اور تبلیغی ادارہ ہے جس کا مقصد عامۃ الناس میں حقائق و معرفت کے پھول تقسیم کرنا ہے تاکہ ان کی مہک سے بھٹکے ہوئے اور بے خبر لوگوں پر سیدھا راستہ واضح ہو جائے۔

- ☆ آپ ہماری مطبوعات چھپوانے میں مالی معاونت کر سکتے ہیں۔
- ☆ خرید کر مفت تقسیم کر سکتے ہیں۔
- ☆ پیشگی رابطہ کر کے کتاب یا پمفلٹ خود چھپوا کر تقسیم کر سکتے ہیں۔
- ☆ کسی رسالے میں چھاپ سکتے ہیں۔

ایصالِ ثواب کی محافل میں کتب و رسائل کی تقسیم کیا کریں۔

ادارہ تحقیق اسلامی

جناح پارک گلبرک ۱۱۱ لاہور 0300-4167548